خون سے لت پت اُمت: فتنے اور جغرافیائی سیاسی استحصال کی داستان

خبر:

"پاکستان نے افغانستان کے سرحدی علاقے میں دہشت گردوں کے ٹھکانوں پر 'محدود اور متناسب' فضائی حملے کیے"

(https://www.dawn.com/news/2031589/pakistan-carries-out-calibrated-airstrikes-against-terrorist-targets-in-border-region-with-afghanistan)

وزارتِ خارجہ نے اپنے بیان میں کہا کہ یہ ''محدود اور متناسب'' فضائی حملے خیبر پختونخوا میں حالیہ دہشت گرد حملوں کے ذمہ دار ''دہشت گرد تنظیموں کے ٹھکانوں اور محفوظ پناہ گاہوں'' کے خلاف کیے گئے۔

تبصرہ

حالیہ خونریز واقعات، جن میں کوہاٹ اور ہنگو میں ہونے والے دل دہلا دینے والے حملوں کے بعد افغانستان میں کیے گئے 'جوابی فضائی حملے' بھی شامل ہیں، اس تنازعے کا ایک اور المناک باب ہے، جس میں مسلم اُمت کے بیٹے مسلسل ایک دوسرے کے خلاف لڑ رہے ہیں اور اپنی جانیں گنوا رہے ہیں۔ آج مسلمان مسلمانوں کے خلاف فتنے کی ایک ایسی تباہ کن جنگ میں الجھ چکے ہیں جس کا کوئی اعلیٰ مقصد نہیں۔ یہ جنگ محض امریکی استعماری مفادات کو آگے بڑھانے اور خطے میں بیرونی غلبے کو مستحکم کرنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کر رہی۔

اگست 2021ء میں افغانستان سے امریکی افواج کے باضابطہ انخلا اور عالمی سطح پر اسٹریٹیجک ترجیحات میں تبدیلی کے بعد، واشنگٹن کی نظر میں پاکستان کی مالی مفاد کے لیے کام کرنے والے سکیورٹی شراکت دار کے طور پر تاریخی افادیت بنیادی طور پر تبدیل ہو گئی ہے۔ روایتی اسٹریٹیجک غلبے کے حصول کے بجائے، اسلام آباد خود کو امریکی انخلا کے پیدا کردہ پیچیدہ حالات سے نمٹنے اور افغانستان کو محدود کرنے اور اس پر دباؤ ڈالنے کے لیے ایک علاقائی پراکسی کے کردار میں محدود پاتا ہے۔

یہ صورتِ حال پاکستانی ریاست کو ایک مسلسل اور خطرناک دائرے میں قید کر دیتی ہے: ایک طرف اپنی داخلی سکیورٹی پالیسی کو یہ کہہ کر جواز فراہم کرنا کہ افغانستان سرحد پار دہشت گرد تنظیموں اور ان کے خطرات کو پناہ دے رہا ہے، اور دوسری طرف مغربی دارالحکومتوں کو یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ دوحہ معاہدے جیسے معاہدوں کے باوجود پاکستان انسدادِ دہشت گردی کے لیے ایک قابلِ اعتماد شراکت دار ہے۔

یہ غلامی ایک خطرناک ردِ عمل کے چکر کو جنم دیتی ہے۔ پاکستانی ریاستی نظام کا ایسے سکیورٹی نظریے پر انحصار، جو استعماری طاقت امریکہ کی منظوری سے بندھا ہوا ہے، مسلح گروہوں کو ان کے بنیادی نظریاتی جواز فراہم کرتا ہے۔ باغی عناصر ریاستی مشینری کی اسی غلامی کو اپنے بیانیے کو تقویت دینے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اپنی داخلی جنگ کو استعماری طاقتوں کے ایک "کٹھ پتلی" کے خلاف جائز مزاحمت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

بالآخر، یہ باہمی خونریزی سرحد کے دونوں جانب مسلمانوں کو کمزور کر رہی ہے، جبکہ ان بیرونی طاقتوں کے طویل مدتی اسٹریٹیجک مقاصد کو پورا کر رہی ہے جو ایک منقسم اور عدم استحکام کا شکار مسلم خطے کو اپنے مفادات کے لیے موزوں سمجھتی ہیں۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف لڑانے والا یہ سلسلہ سرحد کے دونوں جانب کی اجتماعی قوت کو تباہ کر رہا ہے، جبکہ بیرونی طاقتیں اس صورتِ حال سے اپنے اسٹریٹیجک مفادات حاصل کر رہی ہیں۔

اب وقت آگیا ہے کہ پاکستانی ریاست امریکی غلامی کی اس میراث سے آزاد ہو، بیرونی طاقتوں کے مفادات کے مطابق بنائی جانے والی پالیسیوں کو ترک کرے اور اپنی ترجیحات کو از سرِ نو متعین کرے۔ اسے مسلمانوں کی مقبوضہ سرزمینوں کی آزادی کے لیے جہاد شروع کرنے کی سمت اپنی توجہ مرکوز کرنی چاہیے اور قومی سرحدوں کی بنیاد پر ہونے والے ایسے تنازعات سے دور رہنا چاہیے جو مسلم خطے کی اجتماعی قوت کو مزید تقسیم اور کمزور کرتے ہیں۔

ساجد حامد

ولایہ پاکستان